

36793 - وتروں کی ادائیگی میں سستی کرنے کا حکم

سوال

کیا وتر چھوڑنا جائز ہے؟ اور وتر چھوڑنے پر کیا احکام مرتب ہوتے ہیں؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

جمہور علمائے کرام کے ہاں نماز وتر سنت مؤکدہ ہے، کچھ فقہائے کرام نے اسے واجب بھی کہا ہے۔

وتروں کے واجب نہ ہونے کی دلیل صحیح بخاری: (1891) اور مسلم: (11) میں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور فرمایا: (اللہ کے رسول! مجھ پر اللہ نے کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں، الا کہ تم زائد طور پر نفل ادا کرو) صحیح مسلم کے الفاظ کچھ یوں ہیں: (دن اور رات میں پانچ نمازیں [فرض ہیں] تو اس شخص نے کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی نمازیں فرض ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، الا کہ آپ نفل ادا کریں)

نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ:

"اس حدیث میں دلیل ہے کہ وتر واجب نہیں ہیں" ختم شد

اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

"اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ دن اور رات میں اس کے علاوہ کوئی نماز فرض نہیں ہے، یہ بات ان لوگوں کے موقف کے خلاف ہے جو وتروں یا فجر کی سنتوں کو واجب قرار دیتے ہیں" ختم شد

تاہم اس موقف کے باوجود نماز وتر موکد ترین سنتوں میں شامل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں وتر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم (754) میں ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو)

اور اسی طرح ابو داود (1416) میں روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: (اہل قرآن! وتر پڑھا کرو؛ بیشک اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر سے محبت فرماتا ہے) اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں صحیح قرار دیا ہے۔

اس لیے سفر ہو یا قیام ہر حالت میں وُتروں کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے؛ چنانچہ بخاری: (1000) اور مسلم: (700) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پہ نماز ادا کرتے، چاہے سواری کا رخ کہیں بھی ہوتا، آپ اشارے سے نماز ادا کرتے، آپ فرائض کے علاوہ رات کی نماز اس طرح سے ادا کر لیتے تھے اور وتر بھی اپنی سواری پہ ادا کرتے تھے)

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "وتر واجب نہیں ہے، اسی کے امام مالک اور شافعی قائل ہیں، جبکہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ وتر واجب ہیں" انہوں نے یہ بھی کہا کہ: "امام احمد کہتے ہیں کہ: جو شخص جان بوجھ کر وتر چھوڑ دے تو وہ برا آدمی ہے، اس کی گواہی قبول نہیں کرنی چاہیے" امام احمد نے یہ کہہ کر وُتروں کی ادائیگی کی تاکید بیان کی ہے کیونکہ وُتروں کی ادائیگی کے بارے میں احادیث میں حکم اور ترغیب آئی ہے۔ "ختم شد، ماخوذ از "المغنی" (1/827)

دائمى فتوى كمىثى كے علمائے كرام سے پوچھا گیا:

كیا نماز وتر واجب ہے، اور كیا جو اس نماز كو ايك دن پڑھے اور دوسرے دن چھوڑ دے، وہ گناہگار ہو گا؟

ج 2: نماز وتر سنت مؤكده ہے، مومن كو اس كى پابندى كرنى چاہیے، مگر جو كبھى پڑھے اور كبھى نہ پڑھے اس كى گرفت نہیں ہو گى، لیكن نماز وتر كو پابندى سے ادا كرنے كى نصیحت كى جائے گى، پھر اس كے لئے یہ بھى جائز ہے كه اگر وتر ره جائے تو اس كے بدلے دن كے وقت جفت تعداد میں وتر پڑھ لے، كيونكه نبى صلی اللہ علیہ وسلم ایسے كیا كرتے تھے، جیسے كه سیده عائشه رضی اللہ عنہا سے مروى ہے كه: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند یا بيمارى كى وجہ سے رات كى نفل نماز ادا نہ كر پاتے، تو آپ دن میں باره ركعتیں ادا كر لیتے تھے۔ اسے امام مسلم نے اپنى صحیح میں روایت كیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں عام طور پہ 11 ركعتیں ادا فرمایا كرتے تھے۔

ہر دو ركعتوں كے بعد سلام پھیرتے اور ايك ركعت الگ پڑھتے، پھر اگر كبھى رات كو نیند یا بيمارى كى وجہ سے رات كى نماز ره جاتى تو ان كے بدلے دن كے وقت 12 ركعتیں پڑھ لیتے، جیسے كه حضرت عائشه رضی اللہ عنہا نے بیان كیا ہے، لہذا اگر كسى مسلمان كى عادت رات كو 5 ركعتیں ادا كرنے كى تھى اور كبھى رات كو نیند یا بيمارى كى وجہ سے ره جائیں، تو ان كے بدلے دن كے وقت دو دو كر كے 6 ركعتیں پڑھ لیا كرے، اسی طرح اگر اس كى عادت 3 ركعتوں كى ہے تو دن كو 4 ركعتیں دو بار سلام كے ساتھ، اور اگر 7 كى ہے تو دن كو 8 ركعتیں ادا كر لیا كرے، جن میں ہر دو ركعت كے بعد سلام پھیرے "ختم شد



"فتاوى اللجنة الدائمة" (7/172)

والله اعلم.